احادیث نبویہ کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے مختلف پہلوؤں کا دلربا تذکرہ

یہ احادیث جہاں ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے جلووں کو اپنی ذات میں جذب کرتے ہوئے
اس کا عبد منیب بنانے والی اور اس کے آگے جھکائے رکھنے والی ہونی چاہئیں، جس سے
ہمارے جسم کا رواں رواں خدا تعالیٰ کی رحمانیت کا شکرگزار بن جائے،
وہاں اس رحمۃ للعالمینؐ پر درود بھیجنے کی طرف بھی توجہ ہونی چاہئے

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 26رجنوری 2007ء (26رصلح 1386 ہجری شمسی)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ-

آج کے خطبہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کا بیان ہی ہوگا۔لیکن آج اس ضمن میں مَیں حدیث کے حوالے سے بات کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمانیت کے حوالے سے بے شمار احادیث ہیں جن میں سے چند ایک مَیں نے چنی ہیں، ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بارے میں جو نصائح فرمائی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اس صفت کی مختلف زاویوں سے جو وضاحت فرمائی ہے اس کا ذکر ہے تاکہ ہمیں اس کا صحیح فہم وادراک حاصل ہو۔ یہ احادیث جہاں ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے جلووں کو اپنی ذات میں جذب کرتے ہوئے اس کا عبد منیب بنانے والی اور اس کے آگے جھکائے رکھنے والی ہونی چاہئیں، جس سے ہمارے جسم کا رواں رواں خدا تعالیٰ کی رحمانیت کا شکرگزار بن جائے، وہاں اس رحمۃ للعالمینؐ پر درود بھیجنے کی طرف بھی توجہ ہونی چاہئے۔

جس نے ہم عاجز گناہگار بندوں کا خدائے رحمٰن سے تعلق جوڑنے کے لئے کس طرح مختلف طریق پر نصائح فرماتے ہوئے وہ فہم اورادراک عطافرمایااوراپنااسوہ قائم فرما کرہمیں ان راہوں پر چلنے کی نصیحت فرمائی۔

احادیث پیش کرنے سے پہلے مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے اس صفت کا پَرتَو ہونے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’ رحمانیت کا مظہر تام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ محمد کے معنے ہیں بہت تعریف کیا گیا۔اور رحمٰن کے معنے ہیں بلا مُزد‘‘۔ (بلامُزد کا مطلب ہے بغیر اجر کے) ’’بن مانگے، بلاتفریق، مومن وکافرکو دینے والا اور یہ صاف بات ہے کہ جو بن مانگے دے گا، اس کی تعریف ضرور کی جائے گی۔پس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں رحمانیت کی تجلی تھی‘‘۔

(الحکم 17/فروری 1901ء صفحہ7بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ سورۃ فاتحہ صفحہ67)

یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فہم وادراک اور کلام کی خوبصورتی اور آپؑ کا اپنے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آپ کے صحیح مقام کا فہم جس تک کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا۔رحمانیت کی یہ تجلی جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے ہم احادیث میں دیکھیں گے۔جہاں یہ بیان ہورہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اپنی رحمانیت کے جلوے دکھاتا ہے۔وہاں ہرجگہ ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اس صفت کے بارے میں بیان فرماتے ہیں تو آپ کے الفاظ میں ایک خاص رنگ ہوتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق صفت رحمانیت سے زیادہ سے زیادہ فیض پا سکے،مومن اس سے زیادہ سے زیادہ فیض پاسکیں۔پھر بعض احادیث جانوروں کے بارے میں بھی ہیں کہ ان سے کس طرح رحم کا سلوک ہونا چاہئے۔وہاں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اس رحمۃ للعالمین کا جذبۂ رحم، رحمٰن خدا کی مخلوق کی تکلیف دور کرنے کے لئے لئے کس شدّت رحم سے بے چینی کا اظہار کرتا ہے۔

گزشتہ خطبے میں مَیں نے ایک حدیث کے حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بے چینی کا ذکر کیا تھا۔آپؐ نے فرمایا تھا: کیوں لوگ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے باوجود اپنی بدبختی کی وجہ سے اس کے عذاب کا مورد بنتے ہیں۔اس تعلق میں دوسری حدیث یہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو صادق ومصدوق، ابوالقاسم اور جھونپڑی والے ہیں، یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رحمت تو صرف بدبخت سے ہی چھینی جاتی

ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 3مسند ابی هريرة حديث نمبر 7988۔ ایڈیشن اوّل 1998ء عالم الكتب ۔بیروت)

اس حدیث میں جہاں یہ ذکر ہے کہ رحمت بدبخت سے چھینی جاتی ہے وہاں اس انذار کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی ایک وسیع رحمت کی بشارت بھی دی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے والے نہیں ہیں، وہ پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم نہیں رہتے۔ بلکہ محرومی ان کے لئے ہی ہے اور وہی اس محرومی کا مورد بنتے ہیں جو ان حدود سے تجاوز کرنے والے ہیں۔تو ایک مومن کی یہی خواہش ہونی چاہئے اور یہی کوشش ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت سے حصہ لے اور باقی صفات سے بھی تا کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا زیادہ سے زیادہ وارث بنے۔

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ اگر مومن کو اللہ تعالیٰ کی گرفت اور سزا کے بارے میں معلوم ہو جائے تو جنت کی کوئی بھی امید نہ کرے اور اگر کافر کو یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے پاس کتنی رحمت ہے تو کوئی بھی جنت سے مایوس نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے رحمت کو سو حصوں میں پیدا کیا جن میں سے ایک حصہ مخلوقات میں رکھ دیا جس سے وہ ایک دوسرے کے ساتھ رحم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس رحمت کے ننانوے حصے ہیں۔(مسنداحمد بن حنبل جلد 3مسند ابی هريره حديث نمبر 10285ایڈیشن اوّل 1998ء عالم الكتب،بیروت)

ہم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں جو دیکھتے ہیں، بشمول انسان اور جو دوسری جاندار مخلوق ہے وہ صرف ایک حصہ رحمت کا ہے جو وہ ایک دوسرے سے کرتے ہیں۔مومن کا جنت سے نااُمید ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مومن ہونے کے بعد انسان رحمانیت سے محروم ہو جاتا ہے۔فرمایا کہ مومن کو اللہ تعالیٰ کی گرفت اور سزا کے بارے میں معلوم ہو جائے تو جنت کی کوئی امید نہ رکھے۔ اور کافر جو ہے اس کو رحمت کا پتہ لگ جائے تو اس کو یہی امید رہے کہ مَیں جنت میں جاؤں گا۔ اگر یہی ہو کہ مومن کو کوئی امید نہ ہو تو پھر تو کوئی ایمان لانے کی جرأت نہ کرے۔ مطلب یہ ہے کہ مومن کیونکہ تقویٰ کی وجہ سے، باقی صفات کا علم ہونے کی وجہ سے ان کا بھی فہم وادراک رکھتا ہے اور اس میں بڑھ رہا ہوتا ہے اس لئے یہ خوف بھی ہوتا ہے کہ کسی غلط عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی نہ حاصل کر لے، اس لئے ہمیشہ سیدھے راستے پر چلتا رہنے اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ دعائیں بھی سکھا دی ہیں جو اس سے مانگنی چاہئیں تا کہ وہ

جنتوں کا وارث بنتا چلا جائے۔ مثلاً سورۃ اعراف میں یہ دعا سکھائی ہے کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف :24) اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہم کو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ پس حقیقی مومن وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں لئے رکھے اور اس علم کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے، ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے ڈرتا رہے کہ کہیں میرا کوئی عمل مجھے اس سے محروم نہ کر دے۔ جب ایسی حالت ہو گی تو پھر ایک مومن پر رحمتوں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش بھی دوسروں سے بڑھ کر نازل ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ وہ ظاہر کا ہو، خواہ باطن کا، خواہ اسے علم ہو یا نہ ہو......سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے‘‘۔ پھر فرمایا کہ ’’آجکل آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہئے، رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف :24)‘‘ فرمایا کہ ’’یہ دعا اوّل ہی قبول ہو چکی ہے‘‘۔ (البدر جلد 1 نمبر 9 مورخہ 26/دسمبر 1902ء صفحہ 66. بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۃ الاعراف آیت 24)

پس مومن کو جہاں فکرمند ہونا چاہئے وہاں تسلی بھی رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت سے مزید نوازنے کے لئے دعا بھی سکھا دی ہے۔ اور پھر مومنوں کو ایک اور جگہ اس طرح بھی تسلی دی ہے کہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (الزمر:54) کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ تو یہ حدیث مایوس کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ ایک تو یہ وضاحت ہے، جس طرح کہ مَیں نے کی ہے، دوسرے یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کی رحمت دوسروں کے لئے ہے اور ننانوے حصے اس کے پاس ہیں تو اس سے یقیناً تمہیں بھی بہت حصہ ملنا ہے، ان اعمال کی وجہ سے جو دوسروں سے بڑھ کر تم کرنے والے ہو جس کا فہم و ادراک تم رکھتے ہو۔

پھر ایک روایت ہے جو پہلی سے ملتی جلتی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے لئے سو رحمتیں ہیں۔ اُن میں سے اُس نے ایک حصہ رحمت تمام مخلوقات میں تقسیم کر دی ہے جس سے وہ آپس میں رحم کرتے ہیں اور اس کے ذریعہ ایک دوسرے سے شفقت سے پیش آتے ہیں اور اس کے ذریعہ سے ہی وحشی جانور اپنے بچوں سے پیار کرتے ہیں۔ وہ ایک حصہ انسانوں میں بھی دیا ہوا ہے اور دوسری جاندار مخلوق میں بھی اور اس نے ننانوے رحمتیں اپنے پاس رکھ لی ہیں جن کے ذریعے قیامت کے دن وہ اپنے بندوں پر رحم کرے گا۔ (سنن ابن ماجه كتاب الزهد باب ما يرجى من رحمة الله يوم القيامة حديث نمبر 4293)

تو جیسا کہ پہلی حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ انسان کی بدبختی ہے کہ پھر بھی اس رحم کو حاصل نہ کر سکے۔ اس کے باوجود اگر رحم حاصل نہ کر سکے تو یقیناً وہ بدبختی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ رحم مانگنا چاہئے اور کوئی ایسی حرکت عمداً جان بوجھ کر کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے جس سے اس کے رحم سے انسان محروم ہو رہا ہو۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کس طرح رحم کرتا ہے اس کی دو مثالیں پیش کرتا ہوں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔

حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تم سے پہلے ایک شخص تھا جسے اللہ نے مال اور اولاد عطا کی تھی، جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا مَیں تمہارے لئے کیسا باپ رہا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ سب سے بہتر باپ، آپ بہت اچھے باپ تھے۔ اس نے کہا لیکن مَیں نے اللہ کے پاس کوئی نیکی نہیں چھوڑی اور جب مَیں اللہ کے حضور پیش ہوں گا تو وہ مجھے عذاب دے گا۔ میری کوئی نیکی ہی نہیں ہے۔ اس لئے دھیان سے سن لو، غور سے سن لو کہ جب مَیں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا اور جب میں کوئلہ بن جاؤں تو مجھے پیس دینا پھر جب شدید آندھی چلے تو میری راکھ کو اس میں اڑا دینا اور اُس نے ان سے اس بات کا بڑا پختہ عہد لیا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے ربّ کی قسم انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب اس طرح ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی راکھ کو اکٹھا کیا تو وہ ایک مجسم شخص کی صورت میں کھڑا ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے میرے بندے کس چیز نے تجھے ایسا کرنے پر اکسایا تھا۔ اس نے کہا تیرے خوف نے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کی تلافی اس پر رحم کرتے ہوئے کی۔

(بخاری کتاب الرقاق باب الخوف من الله عز وجل حديث نمبر6481)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھے اتنا ہی خوف تھا تو اس کا صلہ مَیں تجھے دیتا ہوں۔ تجھ پر رحم کرتا ہوں اور تجھے بخشتا ہوں۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کئے تھے۔ پھر وہ توبہ کے متعلق پوچھنے کے لئے نکلا۔ ایک راہب کے پاس آ کر اس سے پوچھا کہ کیا اب توبہ ہو سکتی ہے؟ مَیں نے ننانوے قتل کئے۔ مَیں بہت گناہگار شخص ہوں۔ اس راہب نے کہا نہیں اب تو کوئی صورت نہیں ہے۔ ایسا ظالم انسان جو اتنے بے گناہوں کا قاتل ہو وہ تو معاف نہیں ہو سکتا۔ اس نے کہا جہاں ننانوے قتل کئے تھے (ایک اور سہی)۔ اس کو بھی قتل کر دیا کہ سو پورے ہو

جائیں۔اور پھراس کے بعد مسلسل اس بارے میں پوچھتا رہا کہ کوئی معافی کی صورت ہے؟ اسے ایک شخص نے کہا کہ فلاں بستی میں جاؤ تو وہاں ایک بزرگ ہے، اس سے پوچھو وہ شاید تمہاری کوئی رہنمائی کردے۔ وہ جارہا تھا تو اس کو راستے میں موت آ گئی۔ جب موت کا وقت آیا تو اسے تھوڑی دیر پہلے احساس ہوا۔ وہ گرنے لگا تو اس نے اپنے سینے کو اس بستی کی طرف کر دیا۔ جب فوت ہو گیا تو رحمت اور عذاب کے فرشتے، ہر ایک اس کو اٹھانے کے لئے پہنچ گئے کہ کہاں لے کے جانا ہے۔ وہ جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتے کہتے تھے کہ نہیں یہ بخشش کی طرف جا رہا تھا، اپنی اصلاح کے لئے جارہا تھا اس لئے ہم اس کو لے کے جائیں گے۔ عذاب کے فرشتے کہتے تھے کہ کیونکہ بہت ظالم انسان تھا اس کو ہم لے کے جائیں گے۔تو اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو جس کی طرف وہ جارہا تھا حکم دیا کہ اس کے قریب ہو جاؤ اور جس بستی سے وہ دُور جارہا تھا، اُسے حکم دیا کہ اس سے دُور ہو جا۔ پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ ان دونوں بستیوں کے درمیان فاصلے کی پیمائش کرو تو وہ بستی جس کی طرف وہ جارہا تھا وہ ایک بالشت اس کے قریب تھا۔اس طرف کے فاصلے میں ایک بالشت کی کمی تھی۔تو اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

(بخاری کتاب احادیث الأنبیاء باب 52/54 حدیث نمبر 3470)

تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت۔لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ڈھٹائی سے گناہوں پر مُصر رہنے والے کو اللہ تعالیٰ نے عذاب کی خبر بھی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمت کو سمیٹنے کے لئے ضروری ہے کہ اس طرف قدم بھی بڑھنے شروع ہو جائیں۔ جب گناہوں کا احساس ہو جائے، جب آدمی غلطی کرلے تو پھر گناہ کا احساس ہونے کے بعد اس کی رحمت اور بخشش کی طلب بھی شروع ہو جائے۔ ان سے بچنے کی کوشش بھی شروع ہو جائے۔ پھر ہی یہ امید بھی رکھنی چاہئے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دلائی ہے کہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ(الزمر:54)

پھر دیکھیں رحمۃ للعالمین کا اپنے صحابہ کو نصیحت کا انداز اور ان میں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کا ادراک پیدا کرنے کا طریق۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اس کے ساتھ اس کا ایک چھوٹا بچہ تھا۔ وہ اسے اپنے ساتھ چمٹانے لگا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تُو اس سے رحم کا سلوک کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا جی حضورؐ، آپ نے فرمایا اللہ تجھ پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنا تو اس سے کرتا ہے۔ اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

(الأدب المفرد باب نمبر 175 رحمة العیال حدیث نمبر 382 ایڈیشن 2003ء)

آجکل شاید اس بات کو کوئی اتنا محسوس نہ کرے لیکن عرب معاشرے کا جن کو پتہ ہے وہ جانتے ہیں کہ ان

کی طبیعتوں میں کتنا اکھڑ پن تھا، کتنی کرختگی تھی۔ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے شاذ ہی کوئی انسان اپنے بچوں سے پیار کا سلوک کرتا تھا۔

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ اپنے بچوں کو پیار کر رہے تھے۔ ایک شخص آیا بڑی حیرانگی سے پوچھنے لگا کہ آپ بچے کو پیار کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ کہتا ہے کہ میرے تو دس بچے ہیں مَیں نے تو آج تک کسی کو پیار نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل کے اندر سختی بھری ہوئی ہے تو مَیں اس پر کیا کر سکتا ہوں۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمة الولد وتقبیله)

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم رحم کرو تم پر رحم کیا جائے گا اور تم بخشش کا سلوک کرو، اللہ تم سے بھی بخشش کا سلوک کرے گا۔ ایسے لوگوں کے لئے ہلاکت ہے جو ایک کان سے سنتے ہیں اور دوسرے سے نکال دیتے ہیں۔ ہلاکت ہے ان اصرار کرنے والوں پر جو جانتے بوجھتے ہوئے اپنے کئے پر اصرار کرتے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2مسند عبدالله بن عمرو بن العاص حدیث نمبر 7041ایڈیشن اوّل1998ء عالم الکتب ،بیروت)

پس یہ بدبختی جس کا آنحضرت ﷺ نے ذکر فرمایا ہے جس کو مَیں نے شروع میں بیان کیا تھا اور جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبے میں بھی کہا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے بتایا تھا۔ آپؑ نے وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ(الزلزال:9) کی تشریح میں فرمایا تھا کہ اس اصرار کی وجہ سے پھر اس کو اس بات کے شرّ کا بدلہ ملتا ہے اور وہ رحمانیت سے محروم ہو جاتا ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت جریرؓ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرے گا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

(بخاری کتاب التوحید باب قول الله تبارک وتعالیٰ ۔قل ادعواالله وادعوالرحمن......حدیث نمبر7376)

پس آپس کے تعلقات میں صلہ رحمی کا خیال رکھنا چاہئے، دوستی کا خیال چاہئے، ہمسائیگی کا خیال رکھنا چاہئے، ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنا چاہئے، رحم کے جذبات دل میں ہونے چاہئیں۔

لیکن یہاں ایک وضاحت کر دوں کیونکہ عموماً اس مضمون پہ کوئی بات کروں تو اکثر ایسے لوگ جو سزا یافتہ ہیں ان کے خطوط آنے شروع ہو جاتے ہیں کہ کہتے تو رحم کے بارے میں ہیں لیکن ہم پہ رحم نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام تعلقات میں ایک دوسرے کو رحم کی تلقین فرمائی ہے۔ اسی طرح عام معاملات میں عمومی

صرف نظر نظامِ جماعت کے لئے بھی ہے، خلیفۂ وقت کے لئے بھی ہے، لیکن جو لوگ کسی چیز پر اصرار کرنے والے ہوں، جس کا مَیں نے پہلے ذکر کر دیا۔ ان کو پھر اگر سزا مل جائے تو وہ سزا ہے، اس کو بھی لینا چاہئے۔

اب دیکھیں جب ایک جنگ میں بعض صحابہؓ صحت ہونے کے باوجود شامل نہیں ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے قطع تعلق کر لی اور پھر ان کی بیویوں کو بھی حکم دیا کہ اُن سے کوئی تعلق نہیں رکھنا۔ اُن میں سے ایک ایسے بھی تھے جن کی عمر زیادہ تھی لیکن اس سزا کی وجہ سے سارا دن روتے تھے اور بستر پر پڑے رہتے تھے اور اتنے کمزور ہو گئے تھے کہ ان کی بیوی نے کہا کہ ان کی تو یہ حالت ہے۔ کیا مجھے اتنی اجازت ہے کہ مَیں کھانا وغیرہ پکا کر ان کو دے سکوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے۔ تو یہ حالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں آ گئی کہ چارپائی سے اٹھ نہیں سکتا۔ سارا دن استغفار پڑھ رہا ہے۔ روتا رہتا ہے لیکن اس کے باوجود آپؐ نے یہ نہیں کہا کہ معاف کرتا ہوں آپ کو۔ رحمۃ للعالمین تھے۔ رحم کا جذبہ تو اندر تھا لیکن ایک سزا تھی جو اصلاح کے لئے ضروری تھی۔ تو جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش کا اعلان نہیں ہو گیا اس وقت تک انہوں نے سزا کاٹی۔ اس لئے سزا لینے والے جو لوگ ہیں ایک تو یہ ہے کہ ان کو ویسے بھی یہ احساس کرنا چاہئے کہ بات پر اصرار نہیں کرنا چاہئے۔ اگر غلطی کی ہے تو اس غلطی کا پھر مداوا ہونا چاہئے۔ پھر یہ نہیں ہے کہ اس پہ اصرار کرتے چلے جائیں۔ اور جب اصرار کریں گے تو بہرحال پھر تعزیر ہو گی اور جب تعزیر ہو جاتی ہے تو پھر اس پر یہ حوالے نہیں دینے چاہئیں کہ رحم کا سلوک ہونا چاہئے۔ سزا کی وجہ سے بعض دفعہ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی نہ کرنا ہوتی ہے۔ تو جن کے حقوق مارے ہوتے ہیں وہ تو بہرحال ادا کرنے ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ نظام جماعت کے تعلق میں بے قاعدگیاں ہوئی ہوتی ہیں ان بے قاعدگیوں کا جب تک مداوا نہ ہو جائے تو بہرحال ایک سزا تو ہے اور سزا اصلاح کے لئے ہوتی ہے۔ اس لئے اس میں اور رحم میں ہر ایک کو فرق سمجھنا چاہئے۔ بہرحال یہ ضمناً بات آ گئی۔

پھر ہمیں نصیحت کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں، زربی کہتے ہیں کہ مَیں نے انس بن مالکؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ بوڑھا آدمی نبی کریم ﷺ سے ملنے کے لئے آیا۔ لوگوں نے اسے جگہ دینے میں سستی سے کام لیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بزرگوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (ترمذی کتاب البر والصلة باب فی رحمة الصبیان حدیث نمبر 1919)

تو جہاں بڑی مجلس ہو، جمعوں پہ، جلسوں پہ، گھروں میں بھی بعض دفعہ یہ ہوتا ہے۔ انصار اللہ کے اجتماع پہ بھی مَیں نے ایک دفعہ خدام اطفال کو کہا تھا جبکہ بڑی عمر کے لوگ کھڑے اور چھوٹی عمر کے بیٹھے ہوئے تھے تو ان کو

جگہ دینی چاہئے۔ تو یہ خُلق بھی ایسا ہے جو ہر احمدی میں، بچے میں، جوان میں، مرد میں، عورت میں نظر آنا چاہئے جس سے پھر ہم آنحضرت ﷺ کی دعاؤں سے بھی حصہ لے رہے ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ تو جو ہم میں سے نہیں ہوگا وہ دعاؤں سے حصہ کیسے لے گا۔ تو آنحضرت ﷺ کی دعاؤں سے حصہ لینے کے لئے جو آپؐ نے امت کے لئے کیں، ہر ایک کو ہر عمل کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور اس کے علاوہ پھر معاشرے میں بھی محبت اور پیار کی فضا پیدا ہوتی ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جنت کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اہل جنت تین قسم کے ہیں ایسا حاکم جو انصاف پسند ہو، کثرت سے صدقات کرنے والا ہو، عقلمند ہو۔ اور ایسا آدمی جو رحم کرنے والا ہو، رشتے داروں اور مسلمانوں کے لئے نرم دل ہو اور پھر تیسری یہ چیز بتائی تھی کہ ایسا آدمی جو محتاج ہو مگر سوال نہ کرے اور صدقہ کرنے والا ہو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6مسند عیاض بن حمار۔ حدیث نمبر 17623 ایڈیشن اوّل 1998ء عالم الکتب ،بیروت)

ایک روایت میں آتا ہے۔ نعمانؓ بن بشیر کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے منبر پر فرمایا جو تھوڑے پر شکر ادا نہیں کرتا وہ زیادہ پر بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ اور جو لوگوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ خدا کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کا ذکر کرنا شکر ہے اور اسے ترک کرنا ناشکری ہے۔ اور جماعت رحمت ہے اور علیحدگی عذاب ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 6مسند نعمان بن بشیر۔ حدیث نمبر 19565 ایڈیشن اوّل 1998ء عالم الکتب ،بیروت)

تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے جس کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور اس ذریعہ سے پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو حاصل کرنے والے بنے۔ تو اس شکر گزاری کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا ایک زائد دروازہ ہم پر کھولا ہوا ہے، ہمیں اس تقاضے کو بھی پورا کرنا چاہئے جو انسانیت سے رحم کا تقاضا ہے اور وہ ہے دنیا کو اس پیغام کا پہنچانا جس کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے اور پھر ان کے لئے دعائیں کرنا کہ اللہ تعالیٰ ان کو راستی پر رکھے، سیدھے راستے پر چلائے اور حق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مومنوں کے ایک دوسرے سے محبت اور رحم کے جذبات کے معیار کیا ہونے چاہئیں اور آنحضرت ﷺ ہم سے اس بارے میں کیا توقع رکھتے ہیں، اس کا اظہار اس روایت سے ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تو

مومنوں کو ان کے آپس میں رحم کرنے، محبت کرنے اور شفقت کرنے میں ایک جسم کی طرح پائے گا۔ جب جسم کا ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو اس کا سارا جسم اس کے لئے بے خوابی اور بخار میں مبتلا رہتا ہے۔

(بخاری کتاب الادب باب رحمة الناس والبهائم۔ حدیث نمبر 6011)

بیماری کی حالت میں ایک جسم کی جو یہ حالت ہے، وہی ایک مومن کی دوسرے مومن کے بارے میں ہونی چاہئے، بجائے نقصان پہنچانے کے، کسی کی تکلیف کا احساس نہ کرنے کے، تکلیف کا احساس کرنا چاہئے اور اس کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ پیدا ہونی چاہئے۔

تو یہ اسلام کا معاشرہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے صدقے اس رحمۃ للعالمین نے ہمارے اندر پیدا کرنے کی ہمیں نصیحت فرمائی ہے۔

اب دیکھیں جانوروں سے کس طرح کے سلوک کی آپؐ تلقین فرماتے ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابوامامہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو رحم کرے خواہ کسی ذبح کئے جانے والے جانور پر ہی ہو، اللہ قیامت کے دن اس کے ساتھ رحم کا سلوک فرمائے گا۔ (الأدب المفرد باب 176 رحمة البهائم حدیث 386)۔ جانور کو ذبح کرتے وقت بھی رحم کا تقاضا ہے کہ تیز چھری ہو، تکلیف نہ ہو۔ اور جلدی سے پھیری جائے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے معاویہ بن قرّہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! مَیں بھیڑ کو جب ذبح کرتا ہوں تو مَیں اس پر رحم کرتا ہوں۔ جس پر آپؐ نے فرمایا اگر تو نے اس پر رحم کیا تو اللہ بھی تم سے رحم کا سلوک کرے گا۔ یہ بات آپؐ نے دو مرتبہ کہی۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 5 مسند معاویة بن قرة۔ حدیث نمبر 15677 ایڈیشن اوّل عالم الکتب، بیروت)۔ جانوروں کے ساتھ رحم کے سلوک کی کتنی اہمیت ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک سفر میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو ایک شخص نے ایک پرندے کے گھونسلے سے انڈے اٹھا لئے تو جہاں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے آپؐ کے اوپر آ کر اس پرندے نے پھڑ پھڑانا شروع کر دیا۔ آپؐ نے اپنے ساتھیوں (صحابہ) سے پوچھا کہ کسی نے اس پرندے کے انڈے اٹھا لئے ہیں؟ انڈے اٹھا کے تکلیف دی ہے؟ تو ایک شخص نے کہا: ہاں یا رسول اللہ! مَیں ہوں جس نے اس کا انڈا اٹھایا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس پرندے کے ساتھ رحم کا سلوک کرتے ہوئے اس انڈے کو واپس رکھ دو۔

(الأدب المفرد باب 176رحمة البهائم حدیث 386)

پھراسی طرح ایک اونٹنی کا قصہ آتا ہے۔آپؐ نے اس کی آنکھوں میں ایسی چیز دیکھی جس پر آپؐ نے فرمایا:اس پرضرورت سے زائد بوجھ لادا جاتا ہے۔اس پراس کے مالک کومنع کیا۔

تو جانوروں پربھی رحم کا سلوک فرمانے کی آپؐ نے تلقین فرمائی کہ اللہ تعالیٰ پھراس وجہ سے تم سے رحم کا سلوک فرمائے گا۔

آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بعض دفعہ لوگ آپؐ کا جو رحمۃ للعالمین کا مقام تھااس کا خیال رکھے بغیر آپؐ سے بعض مطالبات کر دیتے تھے۔مثلاً بددعا کرنے کے لئے کہتے کہ فلاں کے لئے بددعا کریں۔تو آنحضرت ﷺ عموماًاس طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔اگرکوئی اصرار کرتا تھا تو نہایت پیارے انداز میں نصیحت فرماتے تھےاوراحساس دلا دیتے تھےاور پھرجس کے خلاف شکایت کی جارہی ہواس کے لئے دعا بھی کرتے تھے۔اس کا ایک روایت میں ذکر ملتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے آزادکردہ غلام مِیْـنَــاء کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت ابوہریرہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ ایک شخص آیا۔میرے خیال میں وہ قبیلہ قیس سے تھا، اس نے کہااے اللہ کے رسول! حِـمْیَـر پرلعنت کریں۔آپؐ نے اس سے اعراض کیا۔پھراس نے دوسری طرف سے آکر یہی کہا۔آپؐ نے پھراس سے اعراض کیا۔پھرآپؐ نے فرمایا کہ اللہ حِـمْیَـر پررحم کرے۔ان کے منہ سلامتی ہیں اوران کے ہاتھ لوگوں کے لئے کھانا مہیا کرنے والے ہیں اوروہ امن اورایمان والے لوگ ہیں۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب فی فضل الیمن حدیث نمبر3939)

تو دیکھیں کس خوبصورتی سے آپؐ نے اس آنے والے شخص کی اصلاح فرمادی۔بجائے اس کے کہ کچھ کہتے ،آپؐ نے ان کے لئے دعا کی۔اس کو بھی بتادیا کہ دعا کرو کیونکہ یہی نیکی ہے۔اوریہی مومنوں کا آپس کا سلوک ہے جس سے محبت پیاراوررحم کے جذبات میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔انسان کوانسان کی قدر ہوتی ہے۔

پھرایک دعا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھائی۔ایک روایت میں آتا ہے۔حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دعا کی اے اللہ! آسمانوں اورزمین کو پیدا کرنے والے،غیب اورحاضر کاعلم رکھنے والےاوریہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرا بندہ اوررسول ہے۔اگرتو نے مجھے میرے نفس کے سپرد کر دیا تو وہ مجھے برائی کے قریب کر

دے گا اور نیکی سے دُور کر دے گا اور مَیں صرف تیری رحمت پر ہی بھروسہ کرسکتا ہوں۔ پس تو میرے لئے اپنے پاس ایک وعدہ لکھ رکھ جسے تُو میرے لئے قیامت کے دن پورا کرے۔ یقیناً تُو وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

جس شخص نے یہ دعا کی اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے قیامت کے دن یہ فرمائے گا کہ میرے بندے نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا پس اسے اس کے لئے پورا کردو۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کر دے گا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2صفحہ95مسند عبداللہ بن مسعود ۔حدیث نمبر 3916ایڈیشن اوّل عالم الکتب ،بیروت)

تو یہ دعا، ایک عہد، اس طرف بھی توجہ دلانے والا ہے کہ اپنے نفس کا بھی جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ اللہ کے فضل اور رحم کی جب بھیک مانگ رہا ہے تو ایسے اعمال کی طرف بھی عموماً توجہ رہنی چاہئے جو اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہوں، اس کے بعد اگر کوئی کمیاں، خامیاں رہ جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے لیکن اصرار کر کے اگر کوئی صرف یہ کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھیک مانگتا ہوں اور زور ظلموں پر ہو، اس کے حکموں سے پیچھے ہٹنے والا ہو تو یہ پھر اس زُمرہ میں نہیں آئے گا۔ کیونکہ پہلے یہی کہا ہے کہ مَیں نفس کے سپرد نہ ہو جاؤں اور اگر یہ دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نیکیاں کرنے کی بھی توفیق ملتی چلی جائے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور دعا ہے وہ بھی پیش کرتا ہوں۔ خالد بن عمران روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے لئے دعائیں کئے بغیر مجلس سے کم ہی اٹھتے تھے کہ اے اللہ! ہمیں اپنی خشیت یوں بانٹ جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے۔ (یہ دعا ہے کہ ایسی خشیت ہو جو نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے۔) اور ایسی اطاعت کی توفیق عطا فرما جو ہمیں تیری جنت تک پہنچا دے اور تُو ہمیں ایسا یقین عطا کر جس سے تو ہم پر دنیا کے مصائب آسان کر دے اور تو ہمارے کانوں، ہماری آنکھوں، ہماری قوتوں سے تب تک فائدہ اٹھانے کی توفیق دے جب تک تُو ہمیں زندہ رکھے اور اسے ہمارا وارث بنا اور ہمارے اوپر ظلم کرنے والے سے ہمارا انتقام لینے والا تُو ہی بن۔ اور ہم سے دشمنی رکھنے والے کے مقابل پر ہماری مدد فرما۔ ہمارے مصائب ہمارے دین کی وجہ سے نہ ہوں اور دنیا کمانا ہی ہماری سب سے بڑی فکر اور ہمارے علم کا مقصود نہ ہو اور تُو ہم پر ایسے شخص کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب نمبر 82/79حدیث نمبر 3502)

پس یہ دعا آج کل بھی احمدیوں کو بہت کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہر اُس ملک میں جہاں بھی بے رحم حاکم، احمدیوں کو اور اپنی رعایا کو ظلم کی چکّی میں پیس رہے ہیں، ان سے اللہ تعالیٰ نجات دلائے اور آزادی سے ہر جگہ

احمدی اپنے دین اور مذہب کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہونے والے چند واقعات اور آپؐ کی سیرت کے بعض حوالے جن میں صفت رحمانیت کا ذکر ہے وہ پیش کرتا ہوں۔

حضرت ابیؓ بن کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان چیزوں کے بارے میں پوچھنے کی جرأت کرلیا کرتے تھے جن کے بارے میں کوئی اور نہیں پوچھتا تھا۔ انہوں نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نبوت کے معاملے میں آپؐ نے سب سے پہلے کیا چیز دیکھی؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ہوکر بیٹھ گئے اور فرمایا: اے ابوہریرہ! تُو نے اس وقت کے بارے میں پوچھا ہے جبکہ میں صحرا میں دس سال اور چند ماہ کی عمر کا تھا۔ اوپر سے آواز آتے ہوئے مَیں کیا سنتا ہوں کہ ایک آدمی دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ کیا یہ وہی ہے؟ دوسرے شخص نے کہا ہاں!۔ پھر وہ میرے سامنے ایسے چہروں کے ساتھ آئے جنہیں مَیں نے مخلوق میں کبھی نہیں دیکھا۔ وہ ایسی ارواح تھیں جنہیں مخلوق میں مَیں نے پہلے کبھی نہیں پایا تھا۔ اور ان کے کپڑے ایسے تھے جو مَیں نے پہلے کسی کے نہیں دیکھے تھے وہ چلتے ہوئے میری طرف بڑھے۔ یہاں تک کہ ان دونوں نے مجھے ایک ایک بازو سے پکڑ لیا لیکن مَیں نے ان کی گرفت کا مس محسوس نہ کیا۔ اپنے بازو پر ان کی گرفت محسوس نہیں کی............ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس کے سینے کو پھاڑ پھر ان میں سے ایک میرے سینے کی طرف جھکا اور اس کو اس طرح پھاڑا کہ مجھے نہ خون نظر آیا اور نہ ہی درد محسوس ہوا۔ اس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کینہ اور حسد اس میں سے نکال دے۔ پھر ایک لوتھڑے جیسی چیز نکال کر اس نے دور پھینک دی۔ اس کے بعد اس نے اپنے ساتھی سے کہا اب رافت اور رحمت کو اندر ڈال دے۔ تو اُس نے چاندی جیسی کوئی چیز نکالی، پھر میرے دائیں پاؤں کا انگوٹھا ہلاتے ہوئے اُس نے کہا کہ اٹھو اور سلامتی کے ساتھ جاؤ۔ پھر مَیں واپس لوٹ آیا اس حال میں کہ ہر چھوٹے کے بارے میں میرے دل میں نرمی اور شفقت اور ہر بڑے کے لئے میرے دل میں رحم کے جذبات موجزن تھے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 7 مسند ابی بن کعب حدیث نمبر 21581 ایڈیشن اوّل 1998ء عالم الکتب ،بیروت) تو بچپن سے ہی اس کشفی نظارے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ نے رحم کے جذبات بھر دیئے تھے۔ جو پھر آہستہ آہستہ مزید نکھرتے گئے اور نبوت کے بعد تو وہ کمال کو پہنچ گئے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ گھر والوں سے رحم کا سلوک کرنے والا کبھی کوئی نہیں دیکھا۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب رحمته ﷺ الصبیان والعیال حدیث نمبر 5920)

پھر ایک روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! مشرکین کے لئے بد دعا کریں۔ آپ ؐ نے فرمایا میں لعنت کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں کیا گیا۔ (مَیں تو سراپا رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں)۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب النھی عن لعن الدواب وغیرھا حدیث نمبر 6508)

جو پہلی مثال مَیں نے دی تھی کہ کسی نے آ کر جب یہ کہا کہ فلاں پر لعنت کریں تو اس کا جو جواب آپ ؐ نے دیا تھا وہ ہم نے دیکھا کہ دعا دی۔ یہاں مشرکین پر لعنت کے لئے عرض کیا جا رہا ہے تو پھر بھی آپ ؐ فرما رہے ہیں کہ مَیں لعنت کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں کیا گیا۔

کاش کہ آج اُمّت مسلمہ بھی اس رحمۃ للعالمین ؐ کے اسوہ کو اپنانے کی کوشش کرے اور لعنتوں سے اور پھٹکاروں سے اور لڑائیوں سے اور ظلموں سے بچتے ہوئے اور اپنی اصلاح کرتے ہوئے ہر ایک سے رحمت کا سلوک کرنے والی ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے انعاموں کی وارث بنے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ طفیل بن عمرو الدَّوسی اور ان کے ساتھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! دوس قبیلے نے اسلام کی دعوت کا انکار کر دیا ہے اس لئے آپ ؐ ان کے خلاف بد دعا کریں۔ کسی نے کہا اب تو دوس قبیلہ ہلاک ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس طرح دعا دی کہ اے اللہ! تو دوس قبیلے کو ہدایت دے اور ان کو لے آ''۔ (بخاری کتاب الجہاد والسیر باب الدعا للمشرکین بالھدی لیتألفھم حدیث نمبر 2937) ہر ایک کے لئے آپ ؐ کا جذبہ رحم یہ تھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا آنحضرت ﷺ کا خادم تھا۔ وہ بیمار ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اس کے سرہانے بیٹھ کر حال احوال پوچھا اور اسلام قبول کرنے کی تحریک فرمائی۔ لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے باپ نے کہا ابو القاسم کی بات مان لو۔ چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ حضور خوش خوش وہاں سے یہ کہتے ہوئے واپس آئے۔ سب تعریفیں اس اللہ جلّ شانہٗ کے لئے ہیں جس نے اسے دوزخ کی آگ سے بچا لیا۔

(بخاری کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی فمات ، ھل یصلی علیہ...... حدیث نمبر 1356)

آپ ﷺ جو رحم کے جذبہ سے سرشار تھے یہ برداشت نہ کر سکے کہ ایک شخص جو میری خدمت کرتا رہا

ہے، اللہ تعالیٰ کے عذاب کے نیچے آئے۔ اس مرتے ہوئے شخص نے مسلمانوں کی تعداد تو نہیں بڑھانی تھی، نہ کسی اور مقصد کے لئے اس کا استعمال ہونا تھا۔ جب تک یہ آپؐ کا خادم رہا، آپؐ تبلیغ ضرور کرتے رہے لیکن زور نہیں دیا۔ یہودی ہی رہا۔ جب مرنے لگا تو خالصتاً اس کی عاقبت سنوارنے کے لئے اسلام کا پیغام پہنچایا اور پھر قبول کرنے پر خوشی بھی محسوس کی۔ اب ہمارے جو معترضین ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اسلام سختی سے پھیلا، تلوار سے پھیلا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی تعلیم دی، وہ سوائے اس کے کہ اعتراض کرنے والے ہیں اور کچھ اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بے شمار مثالیں ہیں جہاں کبھی بھی تشدد اور سختی کا ذکر نہیں ملتا۔ آپؐ کی محبت و شفقت سے ہی لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ لیکن جب آنکھیں اندھی ہو جائیں، دلوں پر پردے پڑ جائیں تو لوگوں کا حال یہی ہوتا ہے۔

بچوں سے پیار کا آپؐ کا اسوہ کیا تھا؟ پہلے بھی مَیں بیان کر آیا ہوں۔ روایت میں آتا ہے حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی ایک ران پر بٹھاتے اور حَسن کو دوسری ران پر اور ہم دونوں کو اپنے ساتھ چمٹا کر دعا کرتے کہ اے اللہ! مَیں ان دونوں پر رحم کرتا ہوں تو بھی ان دونوں پر رحم کا سلوک فرما۔ (بخاری کتاب الادب باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته حديث نمبر 6003)

یہ تھیں چند مثالیں جو مَیں نے دیں۔ آپؐ نے اپنے ماننے والوں کو رحمٰن خدا کی پہچان کروائی، ان کو مختلف طریقوں سے توجہ دلائی کہ کس طرح رحمٰن خدا کا قرب حاصل کرو۔ کس طرح اس کی رحمانیت سے حصہ لو۔ کس طرح اس کی رحمانیت سے حصہ لینے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ رحم کا سلوک کرو۔ اپنے اُسوہ سے ایسے نمونے قائم فرمائے جس کو دیکھ کر ماننے والوں کو رحمٰن خدا کا صحیح فہم و ادراک حاصل ہوا۔ گویا جب رحمٰن خدا نے آپؐ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تو آپؐ نے اپنی تعلیم سے بھی اور اپنے اسوہ سے بھی اس کا حق ادا کر دیا۔ اور صرف اس ایک صفت میں نہیں بلکہ باقی تمام صفات میں بھی آپؐ نے کمال حاصل کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا خوف اس قدر تھا کہ ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کو اس کا عمل نجات نہ دے گا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا آپؐ کو بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں مجھے بھی نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ اپنی رحمت کے ذریعے مجھے ڈھانپ لے۔

(بخاری کتاب الرقاق باب القصد والمداومة على العمل۔ حديث نمبر6463

دیکھیں وہ ذات جس کا اوڑھنا بچھونا اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اس کا پیار حاصل کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ

کے بارے میں خود آپؐ سے قرآن کریم میں یہ اعلان کروایا کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الانعام163) کہ تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کے باوجود آپؐ فرما رہے ہیں کہ اللہ کی رحمت ہی مجھے ڈھانپے گی۔ آپؐ کی زندگی، موت، نمازیں تمام نیکیاں ہر چیز اس اعلیٰ مقام کی تھیں جن تک کوئی نہیں پہنچ سکتا اور جیسا کہ ہم نے دیکھا اللہ تعالیٰ خود گواہی دے رہا ہے۔ یہ وہ اعلیٰ مقام تھا جو آپؐ نے حاصل کیا۔ پھر بھی آپؐ یہی فرماتے ہیں کہ اگر مجھے نجات ہوگی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوگی۔

پس رحمٰن خدا کے رحم کو جذب کرنے کے لئے اس کا فضل مانگنا انتہائی ضروری ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دعا سکھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں دعائیں سکھائی ہیں جن کا ذکر آچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت ایک مومن کو اس کے حضور جھکانے والی اور اس کا رحم طلب کرنے والی ہونی چاہئے اور یہی ایک مومن کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین